پریس ریلیز: فوری ترسیل کے لئے

ورلڈ بینک

رابطہ کریں:

واشنگٹن میں: جین ایرک نورا (۲۰۲) ۴۷۳-۱۷۲۹

ENora@worldbank.org

اسلام آباد میں: شہزاد شرجیل (۹۲-۵۱) ۲۲۷۹۶۴۱

Ssharjeel@worldbank.org

سکولوں میں پاکستانی بچوں کی تعداد تو زیادہ ہوگئی ہے لیکن تعلیمی کامیابیوں اور پرائیوٹ سکولوں کے کردار کو بہتر بنانے کی ابھی مزید ضرورت ہے، عالمی بینک کی تازہ ترین رپورٹ

لاہور۔اپریل ۱۷، ۲۰۰۸۔ عالمی بینک کی جانب سے شائع ہونے والی ایک نئی رپورٹ میں پاکستان میں پرائمری سطح کے پرائیوٹ سکولوں میں ہونے والے داخلوں کے بے تحاشا اضافے کے تناظر میں تعلیمی پالیسیوں کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔اِس رپورٹ میں پاکستان کے صوبہ پنجاب کے 112 دیہاتوں کے تمام سرکاری و پرائیوٹ پرائمری سکولوں سے متعلق سروے کی تحقیقات اور نتائج کو پیش کیا گیا ہے اور پالیسی سازی کو موثر بنانے کے لیے مفصل معلومات پر مبنی اہم پالیسی آپشنز پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پنجاب کے سکولوں میں علمی اور تعلیمی کامیابی (لیپس) رپورٹ عالمی بینک، ہارورڈ یونیورسٹی اور پومونا کالج کے محققین کے مابین ہونے والے تعاون واشتراک کا نتیجہ ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ شہری اور دیہی علاقوں میں منافع بخش پرائیوٹ سکولوں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور والدین کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے سرمایہ کاری کرنے کا ایک موقع مل گیا ہے۔سال 2000ء سے 2005ء کے درمیان پرائیوٹ سکولوں کی تعداد 32 ہزار سے بڑھ کر 47 ہزار ہوگئی اور سال 2005ء کے اختتام پر پرائمری کلاس میں داخل ہونے والے ایک تہائی بچے پرائیوٹ سکولوں میں پڑھ رہے تھے۔

عالمی بینک کے کنٹری ڈائریکٹر برائے پاکستان یوسفا کروکس نے کہا کہ "یہ سروے تعلیمی مارکیٹ پلیس کے ہر ایک پہلو بشمول پنجاب کے سکولوں کی تمام اقسام کی کارکردگی پر تنقیدی معلومات فراہم کرتا ہے۔یہ حالیہ سالوں میں پاکستان کے تعلیمی منظرنامہ پر رونما ہونے والی ڈرامائی

تبدیلیوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ مذکورہ رپورٹ تعلیمی پالیسیوں کی رہنمائی کے لیے ایک شاندار نقطہ آغاز فراہم کرتی ہے اور پرائیوٹ اور سرکاری تعلیم کی خوبیوں اور خامیوں کا بھی جائزہ لیتی ہے''۔

اس رپورٹ کے مطابق پاکستان کے دیہی گھرانوں کے ایک بڑے طبقے کو دیہاتوں میں اَب ایک یا 2 سرکاری سکول میسر نہیں بلکہ دیہی پنجاب کی آدھی آبادی ایسے دیہاتوں میں رہتی ہے جہاں والدین اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے 7 سے 8 سکولوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

پومونا کالج کے ایسوسی ایٹ پروفیسر اور رپورٹ کے مصنفین میں سے ایک، طاہر اندرابی نے کہا کہ ''بہتر تعلیم اور اچھی تنخواہوں کے حامل اساتذہ کے باوجود سرکاری سکول اَب دیہی علاقوں میں بھی طلبہ کے داخلوں کے لئے غیر سرکاری سکولوں سے مُسابقت میں مصروف ہیں۔ غریب لوگوں کی 18 فی صد تعداد اپنے بچوں کو دیہات کے اُن پرائیوٹ سکولوں میں بھیج رہی ہے جہاں ایسے سکول موجود ہیں۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ پرائیوٹ سکول نسبتاً سستے ہوتے ہیں۔ ایک پرائیوٹ سکول کی ایک مہینے کی فیس ایک غیر ہنر مند مزدور کی ایک دن کی تنخواہ کے برابر ہوتی ہے۔ یہ اُبھرتی ہوئی حقیقت تعلیمی پالیسی کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے''۔

اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گو کہ 2001ء سے 2005ء کے دوران سرکاری سکولوں میں مجموعی داخلوں کی تعداد میں 10 فی صد کا اضافہ ہوا تاہم تعلیمی معیار غیر اطمنان بخش رہا اور بچوں نے اپنی جماعت کے عمومی مضامین میں نصابی معیارات سے کم کارکردگی دکھائی لیکن پرائیوٹ سکول کے بچوں نے اِسی دیہات کے سرکاری سکولوں کی بہ نسبت خاطر خواہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دراصل سرکاری سکولوں کے بچوں کو پرائیوٹ سکول کے تیسری جماعت کے بچوں کی سطح تک پہنچنے کے لیے ڈیرھ سے ڈھائی سال اضافی پڑھائی کرنا پڑتی ہے۔ پرائیوٹ سکولوں کے شاندار تعلیمی نتائج حاصل کرنے کے لیے بھاری اخراجات نہیں کرنے پڑتے بلکہ سرکاری سکول کے اخراجات (مبلغ =/2000 روپے فی سال) کی بہ نسبت پرائیوٹ سکول میں بچے کو پڑھانے کے اخراجات (مبلغ =/1000 روپے فی سال) آدھے ہوتے ہیں۔

عالمی بینک کے ماہر معاشیات اور رپورٹ کی شریک مصنف تارا وشواناتھ کی رائے میں'' تاہم پرائیوٹ تعلیم ہی اِس مسئلے کا حل نہیں کیونکہ پرائیوٹ سکولوں تک رسائی غیر مساوی ہوتی ہے۔ پرائیوٹ سکول خوشحال دیہاتوں کے اُن امیر علاقوں میں واقع ہوتے ہیں جہاں غریب لوگوں کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس سرکاری سکولوں کی ایک قابل قدر خوبی یہ ہے کہ یہ تمام لوگوں کی اِن سکولوں تک رسائی کو ممکن بناتے ہیں۔ پالیسی سازی کے سلسلے میں غور طلب بات یہ ہے کہ پاکستان کے تمام بچوں کی شمولیت اور معیاری تعلیم کو کسطرح یقینی بنایا جائے''

مذکورہ رپورٹ بحث و مباحثہ کے لیے حکومت کے ایک تبدیل شدہ کردار کا تصور پیش کرتی ہے۔ حکومت کے اس تبدیل شدہ کردار میں پرائیوٹ سکولوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے اُن سے معاونت کی پالیسیوں پر غور کرنا ہے۔ اس تبدیل شدہ کردار کی ایک خوبی حکومت کا عوام کو معلومات

فراہم کرنا بھی ہے۔ رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے کہ ہر سکول خواہ وہ سرکاری ہو یا پرائیوٹ، اس کے معیار پر معلومات فراہم کرنے سے گھرانوں کو اُن کا انتخاب کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے اور سکولوں کے درمیان مفید مسابقت بھی فروغ پاتی ہے۔ یہ تجویز ایک حالیہ تجربے کے نتائج پر مبنی ہے جسے Randomized Control Treatment Experiment کہتے ہیں۔

یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ پرائیوٹ سکولوں تک غیر مساوی رسائی سے پیدا ہونے والی غیر متوازن صورت حال کو حکومت ٹھیک کر سکتی ہے اور اس امر کو یقینی بنا سکتی ہے کہ تمام بچے بنیادی مہارتوں کو حاصل کریں۔ آخر میں یہ رپورٹ حکومت پر زور دیتی ہے کہ وہ پالیسی میں تنوع سے کام لیتے ہوئے سرکاری و پرائیوٹ شراکت (جہاں سکول کی نوعیت کا لحاظ رکھے بغیر مالی امداد دی جاتی ہے) کے امکانات کا جائزہ لے۔

اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرکاری سکولوں میں تعلیمی معیار بہتر بنانے کے لیے اساتذہ کی بھرتی اور اُن کے معاوضے پر دوبارہ غور کرنا ہوگا۔ یہ اساتذہ کی بہتری اور اصلاح کے لیے مختلف آپشنز بھی پیش کرتی ہے مثلاً اساتذہ کی بھرتی کے مرکزی نظام کی جگہ ضلعی نظام ہونا چاہیے اور اساتذہ کے اضافی فرائض کو کم کیا جانا چاہیے جیسے ورکشاپس میں شرکت کرنا اور پولیو کی ویکسین کا اہتمام کرنا نیز اُن کی کارکردگی کے مطابق اُنھیں معاوضہ اور تنخواہیں دینی چاہیے۔ رپورٹ یہ بھی بتاتی ہے کہ ہر ایک آپشن کے اپنے فائدے اور نقصان ہوتے ہیں۔ اس لیے آگے بڑھنے کے لیے بحث و مباحثہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

سب سے آخر میں اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تعلیمی پالیسیوں میں یہ حقیقت تسلیم کرنا لازم ہے کہ سرکاری اور پرائیوٹ دونوں شعبوں میں خوبیاں اور خامیاں موجود ہیں۔ حکومتی شعبے کے پاس ایک بہتر تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افرادی قوت ہے اور اس کی مساویانہ طور پر تقسیم بھی کی گئی ہے۔ پرائیوٹ شعبے کی سب سے بڑی خوبی مقامی حالات اور اساتذہ کی کارکردگی کے مطابق انھیں بہتر معاوضہ دینا اور اساتذہ کو بہتر سے بہتر کارکردگی کی جانب راغب کرنا ہے۔